ہوتا جا رہا ہے۔

سال بھر کے اخبارات دیکھ جائیے کسی تاریخ کا اخبار بھی ایسا نہ ملے گا جس میں ہمارے اخلاقی زوال کے متعدد نمونے موجود نہ ہوں۔ بیٹا باپ کے پیٹ میں چھرا گھونپ رہا ہے۔ شوہر بیوی کی ناک کاٹ رہا ہے۔ چچا چند گز زمین پر قبضہ کرنے کے لئے بھتیجے کو قتل کر رہا ہے۔ بیٹی ماں کو زہر دے رہی ہے۔ بھائی بھائی کو گلا گھونٹ کر مار رہا ہے۔ بچوں کو اغوا کیا جا رہا ہے۔ عورتوں پر مجرمانہ حملہ ہو رہا ہے۔ معمولی باتیں فتنہ و فساد برپا کرنے کا سبب بن رہی ہیں اور چند آنے کے جھگڑے کے نتیجہ میں گئی لاشیں تڑپتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ ایسے ایک دو واقعات نہیں سینکڑوں ہی واقعات ہیں جو آئے دن پیش آتے رہتے ہیں اور روز مرہ کے اخبار اس کی شہادت دیتے ہیں۔ اخلاقی تباہی کی انتہا یہ ہے کہ کہیں سیلاب آتا ہے یا آگ لگتی ہے یا گاڑی کا حادثہ پیش آتا ہے تو کچھ لوگ اس مصیبت سے بھی فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور جو وقت خاص طور پر اعانت و ہمدردی کا ہوتا ہے اسی وقت وہ انتہائی شقاوت و بے دردی سے لوٹ مار کرنے لگتے ہیں۔ یہ اخلاقی گراوٹ کا وہ آخری زینہ ہے جس سے نیچے شاید اور کوئی درجہ نہیں۔ ہماری معاشی و صنعتی، اقتصادی، تجارتی اور تعلیمی ترقیاں کس کام کی جب کہ اخلاقی تنزل کا یہ حال ہو؟

ہم نے اسلام کے نام پر پاکستان لیا ہے۔ لیکن شاید ہمیں یہ نہیں معلوم کہ اسلام محض مادی ترقیوں کا نام نہیں۔ اسلام کی ساری اساس ہی اخلاقی ترقی اور روحانی اقدار پر قائم ہے۔ صرف مادی ترقیاں ہی ہمارا مقصود نہیں۔ اسلامی قدروں کے مطابق زندگی گذارنا بھی ہمارا بنیادی مقصد ہے۔ ہمارے اور دوسری مملکتوں کے درمیان خطِ امتیاز کھینچنے والی شے صرف اسلام ہے اور اسلامی اقدار اور اسلامی اخلاق کا تحفظ ہمارا سب سے بڑا فریضہ ہے۔

اس سلسلے میں ایک نکتہ خوب سمجھ لینا چاہئے کہ اخلاقی ترقی کے بغیر مادی ترقی ممکن ہی نہیں۔ آج اس وقت بھی جن قوموں کو آپ سربلند اور ترقی یافتہ دیکھ رہے ہیں دراصل ان کی ترقی اخلاقِ عالیہ ہی کا نتیجہ ہے۔ ہم اپنے بچاؤ یا اپنی تسکین کے لئے جو کچھ چاہیں کہہ دیں لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ ترقی یافتہ اقوام غیر معمولی اخلاق کی حامل ہیں اور ہم ان کے مقابلے میں تقریباً صفر ہیں۔ اس لئے یہ خیال ہمیشہ کے

لئے ترک کر دینا چاہیئے کہ چونکہ یہ ساری سربلند قومیں بدکردار ہیں اس لئے ہم اسی وقت سربلند و ترقی یافتہ ہوں گے جب ہم بھی بداخلاق ہو جائیں۔ اول تو یہ بات ہی غلط ہے کہ وہ بداخلاق ہیں اور اس کے باوجود ترقی حاصل کرلی ہے۔ دوسرے بفرضِ محال اگر ایسا ہو بھی تو یہ بداخلاقی مسلمان قوم کو راس نہیں آسکتی۔ یہ فرق دراصل دو مزاجوں کا بنیادی فرق ہے۔ غیر مسلم بعض بداخلاقیوں کے باوجود ترقی کرسکتے ہیں۔ لیکن مسلمان قوم کا مزاج ہی ایسا واقع نہیں ہوا ہے۔ انہیں یہ طریقے کبھی راس نہیں آسکتا اور فرض کیجئے راس آ بھی جائے تو یہ ہمارے مزاج کی افتاد اور مقاصد کی بنیاد کے سراسر خلاف ہے۔ مسلمان کا تو مقصدِ حیات ہی اخلاقی اقدار کو اپنی زندگی میں سمونا اور اجاگر کرنا ہے۔

اخلاقی ترقی کے بغیر کوئی مادی ترقی نہیں ہوتی اور اگر کسی نوع سے ہو بھی جائے تو وہ ترقی دنیا کے لئے ہلاکت و مصیبت بن جاتی ہے اور اس کی وجہ صرف اخلاقی گراوٹ ہوتی ہے۔ قرآن اس حقیقت کی تکرار سے بھرا پڑا ہے کہ جس قوم میں اخلاقی انحطاط پیدا ہوا وہ خواہ کتنی ہی ترقی یافتہ ہو بری طرح تباہ و برباد ہو گئی۔ پس جب ترقی یافتہ اور اعلیٰ درجہ کی سربلند قومیں بھی بداخلاقی کی وجہ سے برباد ہو گئیں تو ہم کس طرح مطمئن ہو کر بیٹھ سکتے ہیں جب کہ ہم ابھی مادی ترقیوں میں بھی دنیا کی دوسری اقوام سے بہت پیچھے ہیں؟

ہمیں اچھی طرح یہ ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ ہمارے جتنے ملکی و قومی مسائل ہیں ان میں اس وقت سب سے زیادہ مستحق توجہ اخلاقی اصلاح ہے بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ اسی پر تمام دوسرے مسائل کا حل بھی موقوف ہے اگر یہ مسئلہ حل ہو گیا تو سارے مسائل خود بخود حل ہو جائیں گے اور اگر خدانخواستہ یہی لاینحل رہا تو دوسرے سارے مسائل حل ہو کر بھی لاینحل سے بدتر ثابت ہوں گے اور ہر ظاہری ترقی وبالِ جان بن جائے گی۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

یہ صحیح ہے کہ اچھے برے سبھی قوموں میں ہوتے ہیں لیکن فرق صرف کم و بیش کا ہوتا ہے۔ کسی قوم کی غالب اکثریت خوش کردار ہو تو اس قوم کو خوش کردار ہی کہا جائے گا اور اس خوش کرداری کا ثمرہ اسے دنیا میں مل کر رہے گا۔ اسی طرح اگر کسی قوم کی اکثریت ہی بدکردار ہو تو اس کا شمار بدکردار قوموں میں

ہوگا۔ ہماری ایشیائی مسلم قوموں میں بدقسمتی سے یہ روایت قائم رہی ہے کہ چند افراد اگر خوش کردار ہوتے ہیں تو اتنے بلند ہوتے ہیں کہ دنیا میں اپنا جواب نہیں رکھتے لیکن غالب اکثریت ایسی ہوتی رہی ہے کہ بدکرداری میں بھی اپنی نظیر نہیں رکھتی۔ گویا دونوں طبقوں میں اتنی بڑی خلیج حائل رہی ہے کہ ہمارا کوئی نیشنل کیریکٹر نہیں بن پاتا۔ بخلاف اس کے آپ دنیا کی تقریباً ہر قوم میں خصوصاً ترقی یافتہ اقوام میں خاص قومی کردار پائیں گے جو ان سب میں مشترک ہے اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ان کی اکثریت کی اخلاقی حالت بدرجہا بہتر ہے۔ ان میں برائیاں بھی موجود ہیں لیکن یقین کیجئے ان کی اکثر برائیاں ایسی ہیں جو ان کی نگاہ میں برائیاں نہیں ہیں اور اگر کوئی انہیں یہ سمجھا دے کہ یہ واقعی برائیاں ہیں تو وہ سب سے پہلے ان کو ترک کر دیں گے۔ لیکن ہمارا حال اس سے بالکل مختلف ہے۔ ہم جن برائیوں کے متعلق اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ اللہ، رسولؐ، فقہا، علما اور عام انسانوں کے نزدیک مسلمہ برائی ہے اسے بھی چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہوتے۔ برائیاں پیدا ہوتے اور برقرار رہنے کا ایک بہت بڑا سبب ہمارا یہی طرز عمل ہے۔ قوم کی اخلاقی حالت کو درست کرنا ہمارا انفرادی اور اجتماعی فرض ہے اور ان تمام گزارشوں کا ماحصل یہ ہے کہ ہم کو اپنی اولین فرصت میں اس کی طرف پوری توجہ دینی چاہیے کیونکہ ہمارے اہم ترین مسائل میں بہت اہم اخلاقی اصلاح کا مسئلہ ہے اور یہ ہماری پہلی اور فوری توجہ کا مستحق ہے۔

---


# گلستانِ حدیث

مصنفہ:۔ محمد جعفر پھلواروی

چالیس منتخب احادیث نبوی کی تشریح جس کے ہر مضمون کی تائید میں دوسری احادیث اور قرآن کریم کی آیات سے ان کی مطابقت نہایت دلکش انداز سے پیش کی گئی ہے۔ انداز نگارش اچھوتا اور تشریحات جدید افکار و اقدار کی روشنی میں کی گئی ہیں۔ کتابت و طباعت عمدہ مجلد مع گرد پوش قیمت ۲ روپے ۵۰

ملنے کا پتا:۔ سیکریٹری ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ۔ لاہور